کر کے ان کو داخل ہونے سے روک دیا۔عورتوں نے بھی گھر کی چھتوں پر سے پتھر برسائے جس کے نتیجہ میں طلحہؓ و زبیرؓ نے بھی اپنا راستہ بدلا اور رات شہر کے باہر گذاری۔ دوسرے دن بصرہ کا لشکر، طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوا اور بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف نے ان کے لشکر سے مخاطب ہو کر کہا: کیا تم نے خلیفہ عثمانؓ کو قتل کرنے کے لئے لوگوں کو تحریک نہیں کیا۔ کیا امیرالمومنین ؑ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ لہذا اب بہتر یہی ہے کہ فتنہ و جنگ اور خون بہانے سے دوری اختیار کرو۔ مگر ان لوگوں پر اس گفتگو و نصیحت کا کوئی اثر نہ ہوا، انہوں نے خلیفہ کے خون کے مطالبہ کو دہرایا جس کے نتیجہ میں جنگ چھڑ گئی۔ دونوں طرف کے لوگ قتل و زخمی ہوئے۔ چونکہ بصرہ کے گورنر کو حضرت علی ؑ کی طرف سے جنگ کا حکم نہ تھا لہذا وہ ان دونوں میں اصلاح کروانا چاہتا تھا چنانچہ ایک صلح نامہ لکھا گیا اور دونوں طرف کے افرد نے اس پر دستخط کئے۔

صلح نامہ کا مضمون اور شرائط:

"یہ صلح نامہ ہے گروہ عثمان بن حنیف انصاری (و مومنین و پیرو علی ابن ابی طالب ؑ) اور گروہ طلحہؓ و زبیرؓ (و مومنین و مسلمان، پیرو طلحہؓ و زبیرؓ) کے درمیان۔ ذیل کے امور پر عمل کا وعدہ ہوا ہے:

۱۔ دارلامارہ، میدان، مسجد، بیت المال و منبر پر عثمان بن حنیف کا اختیار رہے گا (طلحہؓ و زبیرؓ اور ان کے گروہ کے افراد کو ان میں رکاوٹ ایجاد کرنے کی اجازت نہیں ہے)۔

۲۔ طلحہ و زبیر اور ان کے ہمراہ افراد شہر میں جہاں چاہیں قیام کر سکتے ہیں۔

۳۔ کسی کو بھی حق نہیں ہے کہ عوام کے اختیار کے ذرائع جیسے راستہ، پانی کی نہر، بازار، کوچہ وغیرہ کے تعلق سے لوگوں کو منع کریں یا اسے نقصان پہنچائے۔

۴۔ یہ قرارداد مولا علی ع کے بصرہ تشریف لانے تک قابل اعتبار ہے۔ امیرالمومنین ع کے آنے کے بعد لوگوں کو اختیار ہوگا کہ وہ جنگ یا صلح کو اختیار کریں، جس گروہ کو چاہیں اختیار کریں یا چھوڑ دیں، بصرہ میں قیام کریں یا بصرہ سے چلے جائیں۔

۵۔ ہر دو گروہ کے افراد پر واجب ہے کہ جو طے پایا ہے اور دستخط ہوئے ہیں اس پر پوری طرح عمل کریں اور اللہ سے بھی عہد کریں جو عہد نبیوں کے عہد سے زیادہ محکم تر ہوتا ہے"

دونوں گروہ کے افراد نے اس صلح نامہ پر دستخط کئے اور ان میں صلح برقرار ہوگئی۔ گورنر عثمان بن حنیف نے دارلامارہ میں قیام کیا اور سپاہیوں و دوستوں کو حکم دیا کہ وہ اسلحہ اتار دیں اور اپنے گھر، دیہات و شہر کو لوٹ جائیں اور زخمیوں کے علاج پر توجہ دیں۔

طلحہؓ و زبیرؓ و ام المومنین کی وعدہ خلافی اور جرائم:

کچھ دن امن و امان سے بسر ہوئے۔ طلحہؓ و زبیرؓ کو یہ فکر ہوئی کہ امیرالمومنین ع کے بصرہ پہنچتے ہی حالات بدل جائیں گے اور بصرہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا لہذا انھوں نے قبیلوں کے سرپرستوں اور قوم کے بزرگوں سے مخفیانہ گفتگو و قول و قرار خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے اور مولا علی ع کو خلافت سے ہٹانے، عثمان بن حنیف کو بصرہ سے باہر کرنے کے تعلق سے شروع کر دی۔ ان افراد کو عہدہ و مقام کی لالچ بھی دی گئی۔ اقتدار پسند نادانوں نے طلحہؓ و زبیرؓ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ جب قبیلوں کے سرپرستوں اور بزرگوں کی رضامندی

حاصل ہوگئی تو گورنر سے مخالفت اور وعدہ خلافی شروع کردی چنانچہ ایک رات بارش ہو رہی تھی اس رات دارالامارہ پر حملہ کرکے گورنر کو اسیر کرکے ان کو اس قدر مارا کے مرنے کے قریب ہوگئے اس کے بعد ان کے سر, داڑھی اور ابروں کے بالوں کو ہاتھوں سے نوچ نوچ کر گنجا کردیا۔

بیت المال کو لوٹ کر خالی کردیا۔ جب صبح ہوئی تو نماز کی امامت کے لئے طلحہؓ و زبیرؓ میں جھگڑا شروع ہوگیا۔ ام المومنین کو اطلاع دی گئی انھوں نے حکم دیا ایک دن عبداللہ بن زبیرؓ نماز پڑھائے اور دوسرے دن محمد بن طلحہ۔ اس کے فوری بعد عبداللہ ابن زبیرؓ و محمد ابن طلحہ میں نماز کی امامت کے لئے جھگڑا شروع ہوا اور طلوع آفتاب قریب ہورہا تھا کہ مسجد میں موجود لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کیا۔ آخر قرعہ کے ذریعہ محمد بن طلحہ نے نماز کی امامت کی۔ لوگوں پر واضح ہونے لگا کہ ان کا مقصد اس قیام سے کیا ہے۔

طبری اس واقعہ کے ضمن میں لکھتا ہے کہ اس کے بعد ایک شخص نے طلحہؓ و زبیرؓ سے قسم دیکر سوال کیا کہ کیا کوئی خاص حکم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمہیں اس تعلق سے دیا گیا ہے؟

اس کے جواب میں طلحہؓ خاموش ہوگئے مگر زبیرؓ نے کہا: نہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حکم نہیں ملا مگر ہم نے سنا ہے کہ تم لوگوں کے پاس مال و دولت زیادہ ہے, ہم چاہتے ہیں تمہارے مال میں شریک ہوجائیں (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۳۱۳۶)۔

اس بغاوت کے بعد بصرہ طلحہؓ و زبیرؓ کے قبضہ میں آگیا اور ان کے سپاہیوں نے سارے شہر کو اپنے اختیار میں لے لیا۔

ام المومنین نے خلیفہ عثمانؓ کے بیٹے ابان سے کہا کہ بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف کو قتل کر دے۔ عثمانؓ نے فریاد بلند کی اور کہا : اے عایشہؓ و اے طلحہؓ و اے زبیرؓ میرا بھائی سھل بن حنیف امیر المومنین ع کی طرف سے مدینہ کا حاکم ہے وہ میرے خون کے انتقام میں تمہارے خاندان سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اسی وقت بصرہ کے معزز گھرانے کی ایک عورت نے انھیں اس سے روکا اور کہا: خدا کے لئے ایسا نہ کرو مومنین کی ماں! عثمان بن حنیف رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے احترام کا خیال کرو۔

ام المومنین نے گورنر کے قتل کا حکم واپس لیا مگر قید کرنے کا حکم صادر کیا (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۳۱۲۶)۔

اس کے بعد ام المومنین نے عبداللہ ابن زبیرؓ کے مشورہ پر حکم دیا کہ بیت المال کی حفاظت کرنے والے سپاہیوں کو جنکی تعداد ۷۰ تھی بدترین طریقہ سے قتل کیا جائے۔ یہ سب نیک وشائستہ سپاہی تھے جو فوراً جانوروں کی طرح سر کاٹ کر قتل کر دئے گئے (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۵۰)۔

جنگ جمل اصغر :

جب حکیم بن جبلہ کو اطلاع ہوئی کہ باغی سردار و لشکر مکر و دھوکہ سے بصرہ پر قبضہ حاصل کر لئے ہیں تو جسا کہ انھوں نے عثمان بن حنیف سے وعدہ کیا تھا کہ حق کی راہ میں شہادت کے لئے تیار رہے , انہوں نے قبیلہ عبدالقیس کے ۳۰۰ شجاع جنگجو افراد کو لیکر طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکر کے مقابل قیام کیا۔ طلحہؓ و زبیرؓ بھی ام المومنین کو اونٹ پر سوار کر کے

میدان میں لے آئے۔ دونوں لشکروں نے صفیں تشکیل دیں۔

جنگ جمل اصغر کے دن لشکر کی سپہ سالاری ام المومنین نے اپنے ذمہ لی۔ بصرہ کا لشکر جس میں صرف ۳۰۰ سپاہی تھے اس کا سپہ سالار حکیم بن جبلہ تھا۔ جنگ شروع ہوئی حکیم اور اس کے سپاہیوں نے وفاداری کا ثبوت دیا اور اس امتحان سے کامیاب نکلے۔ سب شہید ہوئے۔ جس وقت جنگ اپنے شباب پر تھی لشکر ام المومنین کا ایک سپاہی جس کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا, اس نے تلوار کا وار کر کے حکیم کے پیر کو کاٹ ڈالا۔ حکیم نے اپنے کٹے ہوئے پیر کو اس کے سر پر مار کر اس ہلاک کر دیا۔ حکیم نے اس حالت میں لڑتے ہوئے دشمن کے کئی سپاہیوں کو ہلاک کیا۔ حکیم کے تین بھائی بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ حکیم اور اس کے سارے ساتھی آخری نفس تک دین اور رسول اللہ ﷺ کے وصی و جانشین کے حق کے دفاع میں شہید ہوئے (اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۴۰ ۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۵۱)۔

طلحہؓ و زبیرؓ نے اس فتح کی اطلاع اہل شام کو دی۔ ام المومنین نے اہل کوفہ کو فتح کی خبر دے کر لوگوں کو مولا علی ع کی بیعت توڑنے اور خلیفہ عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کے لئے تحریک کیا۔ ام المومنین نے اہل یمامہ کو بھی خط لکھ کر اپنے قیام اور فتح بصرہ کی اطاع دی۔

جب بصرہ طلحہؓ و زبیرؓ کی مکاری کی وجہہ سے ان کے زیر قدرت آ گیا تو لوگوں سے بیعت لی گئی۔ جب بیعت ہو چکی تو زبیرؓ نے سوال کیا کہ کیا ایک ہزار مرد جنگ آمادہ ہیں کہ مولا علی ع کی طرف حرکت کریں اور انھیں رات میں یا صبح کے وقت قتل کر دیں

تا کہ وہ بصرہ نہ آسکیں۔کسی نے جواب نہ دیا۔

زبیرؓ نے کہا یہ خاموشی اس فتنہ کی وجہ سے ہے جس کے تعلق سے ہم گفتگو کر رہے ہیں۔

یہ سن کر زبیرؓ کے غلام نے کہا: اس قیام کو فتنہ کہتے ہو جبکہ اس راستہ پر تلوار چلاتے ہو؟۔

زبیرؓ نے کہا: وائے ہو تجھ پر۔ہم اپنے تمام کاموں کے تعلق سے ہوشیاری و بصیرت رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے قدم کس راستہ پر اٹھ رہے ہیں مگر اس قیام کے تعلق سے میں نہیں جانتا کے ہم آگے بڑھ رہے ہیں یا پیچھے لوٹ رہے ہیں۔

علقمہ بن وقاص نے بیان کیا: میں نے طلحہؓ کو تنہائی میں دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی کو اپنے سینہ پر مار رہا تھا۔میں نے اس سے کہا: اے ابو محمد اگر اس قیام سے خوش نہ ہو تو جنگ سے دوری اختیار لو۔

طلحہؓ نے جواب دیا: اے علقمہ ہم سب ایک گروہ تھے دشمن کے مقابل میں مگر اب دو فولاد کے پہاڑ ہیں ایک دوسرے کے مقابل اور چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو برباد کر دیں۔

امیرالمومنین کا لشکر کے ہمراہ ذی قار سے بصرہ کے لئے حرکت کرنا:

بصرہ میں ام المومنین عایشہؓ طلحہؓ و زبیرؓ اور ان کے لشکر کے جرائم کی ناگوار خبر سن کر امیرالمومنین علی ع ذی قار سے بصرہ کے لئے لشکر کو ساتھ لیکر نکلے۔ابن شہر آشوب نے مناقب میں نقل کیا کہ امیرالمومنین ع مدینہ سے نکلتے وقت سھیل بن حنیف کو مدینہ میں اور قشم بن عباس کو مکہ میں حاکم بنا کر چلے ۔ ربذہ سے ذی قار چھ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ پہنچے۔اہل بصرہ قبیلہ ربیعہ کے ۳ ہزار سپاہیوں کے ساتھ مولا علی ع کے لشکر سے

ذی قار کے مقام پر آ کر ملے۔ احنف بن قیس نے امام ع کے لئے پیغام بھجوایا کہ اگر آپ چاہتے ہوں تو میں ۲۰۰ جنگی سواروں کے ہمراہ آپ کے پاس آجاوں اور اگر اجازت دیں تو بنی سعد سے جنگ کرنے سے دوری اختیار کر کے چھ ہزار تلواروں کو آپ سے دور کردوں۔ مولا علی ع نے احنف کو اجازت دی کہ وہ جنگ میں شرکت نہ کرے۔

جب بصرہ میں امیرالمومنین ع کے ذی قار سے لشکر کے ساتھ حرکت کرنے کی خبر پہنچی تو ام المومنین, طلحہؓ و زبیرؓ لشکر کو لیکر بصرہ کے باہر قصر عبیداللہ ابن زیاد کے مقام پر ٹھہرے۔

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لشکر کی شان و عظمت:

مسعودی نے مروج الذہب میں منذر ابن جارود سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی ع کا لشکر بصرہ کے قریب پہنچا تو میں شہر سے باہر نکلا تا کہ اس لشکر کا نظارہ کرسکوں۔ میں نے ایک ہزار سواروں کا دستہ دیکھا جن کے آگے ان کا سردار طاقتور گھوڑے پر سفید لباس اور سفید ٹوپی پہنے ہاتھ میں پرچم لئے سوار ہے۔ اس کے سپاہی ہتیار میں ڈوبے ہوئے سر پر سفید و زرد عمامہ باندھے ہوئے ہیں۔ میں نے سوال کیا یہ سردار کون ہے؟ جواب ملا پرچم دار ابوایوب انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ ہے اور یہ انصار کا دستہ ہے۔

اس دستہ کے پیچھے ایک سردار کو دیکھا جو سفید لباس پہنے زرد عمامہ باندھے تلوار و کمان حمائل کئے پرچم لئے ہوئے کھجور کے رنگ کے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے پیچھے ایک

ہزار سپاہی تھے۔ یہ سردار صحابی رسول اللہ ﷺ خزیمہ بن ثابت انصاری (ذوالشھادتین) ہے یہ دستہ بھی انصار کا ہے۔

اس کے پیچھے ایک سردار کو دیکھا جو زرد عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھے ہوئے, سفید قبا پہنے تلوار و کمان حمائل کئے پرچم لئے ہوئے تھا جس کے ہمراہ ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ تھا۔ پوچھنے پر جواب ملا کہ یہ سردار ابوقتادہ ابن ربعی ہے۔

اس دستہ کے آگے بڑھنے کے بعد ایک اور سردار اور ایک ہزار سپاہیوں کے دستہ پر نظر پڑی۔ سردار کے عمامہ کا ایک حصہ اس کے سینہ پر پڑا تھا۔ سفید لباس پہنے تیز رو گھوڑے پر سوار قرآن کی تلاوت کی آواز کے ساتھ تلوار و کمان اپنے دوش پر رکھے سفید پرچم ہاتھ میں لئے, ایک ہزار سپاہیوں کے دستہ کے آگے جن کے عمامہ مختلف قسم کے تھے سکون و وقار کے ساتھ حرکت کر رہا تھا۔ سپاہیوں میں کچھ عمر رسیدہ اور کچھ جوان تھے جن کی پیشانیوں پر سجدے کے نشان نمایاں تھے۔ میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ جواب ملا یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی عمار یاسر اور ان کے ہمراہ صحابہ رسول اللہ ﷺ مہاجرو انصار اور ان کی اولادیں ہیں۔

ان کے پیچھے ایک پرچم دار اور ایک ہزار سپاہیوں کے دستہ کو دیکھا۔ سردار کھجور کے رنگ کے گھوڑے پر سوار سفید لباس, سفید عمامہ, اور زرد ٹوپی تلوار گردن میں لٹکتی ہوئے اور کمان کاندھے رکھے پیر زمین تک پہنچ رہے تھے۔ میں نے سوال کیا یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ قیس ابن سعد ابن عبادہ ہے۔

اس دستہ کے بعد میری نظر ایک اودی آنکھوں کے گھوڑے پر سوار پر پڑی, میں نے

گھوڑے کو اس سے بہتر انداز میں چلتے نہیں دیکھا تھا۔ سوار کے سر پر کالا عمامہ تھا جس کا ایک سرا سینہ پر لٹک رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پرچم تھا۔ میں نے سوال کیا یہ کون ہے؟ جواب ملا عبداللہ ابن عباس جن کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے۔

اس کے پیچھے ایک اور گروہ اور ایک اور پرچم دار جو گذشتہ میں گذرے ابتدائی نبیوں کی شبیہ تھا۔ میں نے سوال کیا یہ کون ہے؟ یہ عبیداللہ ابن عباس تھے۔ اس کے بعد ایک اور سوار کو دیکھا وہ قشم بن عباس یا معبد بن عباس تھے۔ اس کے ساتھ ہی قافلہ کے بعد قافلہ پرچم لئے شور کرتی ہوئی موجوں کی طرح گذرتا گیا۔

ان کے پیچھے ایک سپاہ نمودار ہوئی جو اسلحہ سے مسلح تھی اور کئی پرچم ان کے ساتھ تھے۔ اس سپاہ کے آگے ایک بڑا پرچم تھا اور پرچم کے آگے ایک سوار تھا اس کے رعب و ہیبت سے سانس سینوں میں رک گئی تھی۔ وہ اپنی نگاہوں کو اکثر نیچے کئے ہوئے تھا۔ اس کے دونوں جانب دو حسین و جمیل جوان اور سامنے ایک حسین و جمیل جوان نے میری توجہ کو جذب کیا۔ میں نے سوال کیا یہ کون ہیں؟ جواب ملا: علی ابن ابی طالب ع, ان کے دونوں جانب حسن و حسین علیھم السلام اور آگے محمد ابن حنفیہ پرچم دار ہے اور ان کے پیچھے عبداللہ ابن جعفر طیار ہیں۔ ان کے ہمراہ جو سپاہی ہیں وہ عمر رسیدہ جنگ بدر کے مہاجر و انصار ہیں۔

یہ لشکر بصرہ کے قریب زاویہ کے مقام پر رکا۔ مولا علی ع نے ۴ رکعت نماز ادا کی۔ چہرے مبارک کو خاک پر رکھا, اشک جاری تھے, ہاتھوں کو بلند کر کے فرمایا: اے پروردگار آسمان و اہل آسمان, اے پروردگار زمین واہل زمین, اے پروردگار عرش

بزرگ یہ شہر بصرہ ہے۔اے پروردگار میں تجھ سے اس مقام کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے شر سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ ہمارے اس سرزمین پر آنے کو رحمت و برکت کا ذریعہ قرار دے۔ پروردگار اس گروہ نے سرکشی کی, مجھ پر ستم کیا, مجھ سے کی گئی بیعت اور وعدہ کو توڑ ڈالا۔ پروردگار مسلمانوں کے خون کی حفاظت فرما (مروج الذھب جلد۲ صفحہ ۳۱۱)۔

مورخین کی تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دولشکر تین دن تک اس مقام پر بغیر جنگ کئے ٹھہرے رہے صرف خطوط و پیغام ردوبدل ہوئے۔امیرالمومنین ع نے طلحہؓ و زبیرؓ کے نام پیغام بھجوایا جسے سید رضی رح نے نہج البلاغہ میں نقل کیا ہے۔

امابعد۔اگرچہ تم دونوں چھپا رہے ہو لیکن تمہیں بہرحال معلوم ہے کہ میں نے خلافت کی خواہش نہیں کی۔لوگوں نے مجھ سے درخواست کی اور میں نے بیعت کے لئے اقدام نہیں کیا جب تک انھوں نے بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا۔تم دونوں بھی انھیں افراد میں شامل ہو جنھوں نے مجھ سے چاہا تھا اور میری بیعت کی تھی۔دوسرے عام لوگوں نے میری بیعت نہ کسی سلطنت کے رعب وداب سے اور نہ کسی مال و دولت کی لالچ میں کی ہے۔لہذاء اگر تم دونوں نے میری بیعت اپنی مرضی سے کی تھی تو اب اللہ کی طرف رجوع کرو اور فوراً توبہ کرلو۔اور اگر مجبوراً کی تھی تو تم نے اپنے اوپر میرا حق ثابت کردیا کہ تم نے اطاعت کا اظہار کیا تھا اور نافرمانی کو دل میں چھپا کر رکھا تھا۔(یعنی اگر بیعت میں جبرواکراہ اور خوف و دہشت کا عمل دخل ہوتا تو وہ غریب افراد خوف زدہ ہوتے جو مہاجرت کی وجہ سے مفلس و بے سہارا ہو گئے تھے۔تم دونوں کو کیا مجبوری تھی۔تم تو

صاحب دولت و وجاہت تھے۔ تمہارے تعلق سے مجبوری کا دعوی کیسے قبول کیا جا سکتا ہے۔ پھر بیعت کا انکار کرنے والوں میں بھی صرف طلحہؓ و زبیرؓ نہیں تھے بلکہ عبداللہ ابن عمر , سعد ابن وقاص , حسان بن ثابت بھی شامل تھے اور ان کو کسی نے مجبور نہیں کیا)۔ اور میری جان کی قسم تم دونوں اس رازداری اور دل کی باتوں کے چھپانے میں مہاجرین سے زیادہ سزاوار نہیں تھے۔ تمہارے لئے بیعت سے نکلنے اور اس کے اقرار کے بعد انکار کر دینے سے زیادہ آسان روز اول ہی اس کا انکار کر دینا تھا۔ تم لوگوں کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے تو میرے اور تمہارے درمیان وہ اہل مدینہ موجود ہیں جنھوں نے ہم دونوں سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ اس کے بعد ہر شخص اسی کا ذمہ دار ہے جو اس نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ بزرگوارو! موقع غنیمت ہے اپنی رائے سے باز آجاؤ کہ آج تو صرف ننگ وعار کا خطرہ ہے لیکن اس کے بعد عار و نار دونوں جمع ہوجائیں گے۔ والسلام (نہج البلاغہ مکتوب ۵۴)۔

طلحہؓ وزبیرؓ نے امام علیہ السلام کے پیغام کے بعد بھی گمراہی وسرکشی کو جاری رکھا اور علانیہ طور پر سرکشی کا مظاہرہ کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا پیغام ام المومنین عایشہؓ کے لئے:

امیر المومنینؑ مسلمانوں کا قتل اور خون ریزی کو روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے جبکہ ام المومنین طلحہؓ و زبیرؓ نے عھد و پیمان کی خلاف ورزی کی, بصرہ کے گورنر کے ساتھ مکر و دھوکہ واھانت کی۔ بیت المال کو لوٹ کر اس کی حفاظت کرنے والوں کو قتل کیا۔ بصرہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔

مولا علی ع نے عبد اللہ ابن عباس اور زید بن صوحان کو ام المومنین کے پاس بھجوایا کہ ان کو خطرہ سے آگاہ کریں تاکہ وہ اپنے راستہ سے پلٹ جائے اور اتمام حجت بھی ہو جائے۔ امام ع نے پیغام بھجوایا کہ: عایشہ رض اللہ تعالی تم کو حکم دیتا ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھی رہو اور باہر نہ نکلو۔ تم اس بات کو جانتی تھیں مگر کچھ لوگوں نے تمہیں بہکایا اور گھر سے باہر لے آئے۔

اب حالات اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کی جانیں خطرہ و تباہی میں پڑھ گئیں ہیں۔ اس نازک موقع پر مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کرو تاکہ تم مصیبت وفتنہ میں نہ پڑھ جاؤ۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ اور جنگ ومبارزہ سے دور رہو۔ اگر تم مدینہ لوٹ کر نہ جاؤ اور اس آگ کو خاموش نہ کرو تو عنقریب جنگ کے شعلے کچھ افراد کو لپیٹ میں لے لیں گے اور بڑی تعداد میں لوگ قتل ہو جائیں گے۔ لہذاء اے عایشہ رض اللہ سے خوف کرو اور توبہ کرو۔ اللہ کی طرف لوٹ جاؤ یقیناً اللہ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور انھیں بخش دیتا ہے۔ اس بات سے تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ کہیں عبداللہ ابن زبیر رض کی دوستی اور طلحہ رض سے رشتہ داری تمہیں اس بات پر نہ لے آئے جس کا انجام آگ ہے (تاریخ ابن اعثم صفحہ ۱۷۵)۔

افسوس اس بات کا ہے کہ ام المومنین عایشہ رض حضرت علی ع کی نصیحتوں کے آگے تسلیم نہ ہوئیں اور اپنی سرکشی جاری رکھی۔ حضرت ع کے پیغام کے جواب میں عبداللہ ابن عباس اور زید ابن صوحان سے کہا: میں علی ابن ابی طالب سے بحث کرنا نہیں چاہتی ہوں کیونکہ

میں احتجاج وخطابت میں علی کی برابری نہیں کرسکتی ہوں (تاریخ طبری جلد۳ صفحہ۳۹۴)۔
امام علیہ السلام کے قاصدوں نے ام المومنینؓ وطلحہؓ وزبیرؓ کے جوابات ,انکی دشمنی ,ان کی ضد اوران کی جنگ شروع کرنے کی دھمکیاں امام ع سے بیان کیں۔امام ع بھی آمادہ جنگ ہوئے جب ان بیعت توڑنے والوں نے حکمت آمیز نصیحت کوقبول کرنے سے انکار کردیا۔امام ع نے اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ کی حمدو رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کے بعد فرمایا:
اے لوگو ! مین نے اس گروہ سے بہت صبر وضبط کے ساتھ گفتگو کی کہ شاید اپنی غلطی کا احساس کر کے لوٹ آئیں۔میں نے بیعت کے توڑنے پر ان کی شدید تنقید کی اور جو ظلم وستم وہ بصرہ میں انجام دے چکے ہیں اس پر بھی انہیں آگاہ کیا مگر انہیں شرم نہ آئی ۔میرے لئے انہوں نے پیغام بجھوایا ہے کہ ان کے نیزوں کے مقابلہ کے لئے تیار اوران کی تلواروں کے لئے آمادہ ہوجاوں۔انھوں نے میرے لئے پیغام بھجوایا ہے کہ میرا نفس باطل کی تمنا رکھتا ہے اور مجھ سے دھوکہ اور جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے !ماں ان کا غم منائے۔میں آج تک جنگ سے ڈرایا نہیں گیا تھا اور میں کبھی جنگ و لڑائی سے خوف زدہ نہیں ہوا ہوں۔حقیقت میں پہلے وہ انصاف سے کام لے جو مجھے جنگ کی دعوت دے رہا ہے اوراس کے بعد گرجے اور بجلی گرائے یہ میرا گذشتہ دیکھے ہوئے ہیں اور میرے استحکام سے واقف ہیں۔انھوں نے مجھے کیسے پایا؟ میں ابوالحسن ہوں, مشرکوں کی قدرت کو کچل چکا ہوں اوران کے گروہ کو بکھیر دیا ہوں اور آج اسی قلب کے ساتھ اپنے دشمن کا دیدار کرنے والا ہوں۔

میں پروردگار کی مدد اور اس کے وعدہ پر اطمنان رکھتا ہوں۔ میں اپنے عمل پر یقین رکھتا ہوں اور عقیدہ پر زرہ برابر شک نہیں ہے۔

اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ موت ایسی چیز ہے کہ گھر میں چھپ کر بیٹھنے والا بھی اسے کھو نہیں سکتا اور اس سے بھاگنے والا بھی اسے کمزور نہیں بنا سکتا ہے۔ موت سے راہ فرار ممکن نہیں ہے۔ اگر کوئی قتل نہ ہو تو بستر پر مرے گا۔ بہترین موت اللہ کی راہ میں قتل ہونا ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں علی ع کی جان ہے مجھے ہزار تلوار کے ضربہ کھا کر مرنا آسان اور گوارا ہے بہ نسبت یک موت کے جو بستر پر آئے (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۱ صفحہ ۱۰۱۔ تاریخ اعثم صفحہ ۱۷۵)۔

اس خطبہ کے بعد ہاتھوں کو دعاء کے لئے اٹھا کر فرمایا:

اے اللہ طلحہ رض نے مجھ سے کئے گئے وعدہ و بیعت کو توڑا ہے۔ لوگوں کو عثمان رض کے خلاف تحریک کیا اور قتل کروایا۔ قتل کے بعد مجھ پر قتل کی تہمت لگائی۔ پروردگار اسے مہلت نہ دے۔

پروردگار طلحہ رض نے مجھ سے رحم کا رشتہ قطع کر لیا، مجھ سے کیا گیا وعدہ توڑ ڈالا اور دشمن کو میرے مقابل صف آراء کیا لہذاء آج جس طرح تو چاہتا ہے میرے لئے کافی ہو جا۔

اس کے بعد دونوں لشکر (جمعرات کے دن ۱۵ جمادی الثانی ۳۶ ہجری) ایک دوسرے کے مقابل صف باندھ کر جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ مولا علی ع کے لشکر کی تعداد ۲۰ ہزار اور طلحہ رض و زبیر رض کا لشکر ۳۰ ہزار کا تھا۔ مولا علی ع کے لشکر میں ۸۰ جنگ بدر کے سپاہی اور ۱۵۰۰ رسول اللہ کے اصحاب شرکت کئے (بحار الانوار صفحہ ۴۳۴)۔ بعض روایتوں

میں جنگ کی تاریخ جمعہ کا دن ۱۰ جمادی الثانی ۳۶ ہجری بیان کی گئی ہے۔
امیرالمومنین ع نے لشکر کے میمنہ کی سرداری مالک اشتر و سعید بن قیس کو, میسرہ کی سرداری عمار ابن یاسر وشریح بن ہانی کو اور قلب لشکر کی سرداری محمد ابن ابی بکر و عدی بن حاتم کو عطا کی پرچم محمد ابن حنفیہ کے حوالے کیا (مناقب جلد ۳ صفحہ ۱۵۳)۔
امام ع کے لشکر کی صف آرائی کے بعد, امام ع لشکر کے درمیان تشریف لائے اور فرمایا:
تم جنگ میں پہل نہ کرو کیونکہ الحمد للہ تم دلیل وحجت رکھتے ہو۔ تمہارا جنگ کا شروع نہ کرنا ان کے اقدام سے پہلے خود دلیل و حجت ہے تمہارے حق پر ہونے کی۔ جب ان سے جنگ شروع ہوجائے تو زخمیوں کو قتل نہ کرو اگر وہ دوبارہ حملہ کرنے کے قابل نہ ہوں۔ جنگ سے بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرو۔ کشف عورت نہ کرو۔ لاش کی بے حرمتی نہ کرو۔ ان کے گھروں میں داخل نہ ہو اور ان کے مال سے کچھ نہ لو۔
مسعودی نے اس کے علاوہ نقل کیا کہ فرمایا:
ان کے مال کو ہاتھ نہ لگانا سوائے اسلحہ اور وہ مال وغلام وکنیز جو وہ میدان جنگ میں لائے ہیں۔ اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ مقتول کے وارثوں میں اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم ہوگا۔ عورتوں کو نہ ستاؤ اگرچہ کہ وہ تمہیں یا تمہارے سرداروں کو برا کہیں کیونکہ وہ کمزور ہیں۔

قرآن کو حاکم قرار دیا جائے:

حضرت علی ع نے ہر ممکنہ کوشش فرمائی کہ مسلمانوں کے قتل کو روکا جا سکے۔ امام ع نے

ارادہ کیا کہ قرآن کو اپنے اور دشمن کے درمیان حاکم قرار دے اور قرآن کے فیصلے کو انھیں ہدایت کے راستے پر لانے کے لئے استعمال کیا جائے۔

تاریخ طبری اور دوسری تاریخوں میں نقل ہے کہ جنگ جمل کے شروع ہونے سے پہلے مولا علی ع قرآن حکیم کو دست مبارک میں لے کر اپنے اصحاب و دوستوں کے مقابل تشریف لائے عبداللہ ابن عباس کو دیکر فرمایا:

اس قرآن کو لیکر طلحہؓ و زبیرؓ و عایشہؓ کے پاس جاؤ اور انھیں قرآن کی طرف دعوت دو۔

طلحہؓ و زبیرؓ سے کہو کہ علی ع کہتے ہیں کہ کیا تم نے اپنے اختیار سے میرے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی؟ اب اس بیعت کو توڑنے کی وجہ کیا ہے؟ یہ اللہ کی کتاب ہمارے درمیان ہے۔

عبداللہ ابن عباس دشمن کے لشکر کی طرف بڑھے، دیکھا کہ زبیرؓ ان کی طرف متوجہ ہیں اس لئے زبیرؓ سے پہلے گفتگو شروع کی۔

عبداللہ ابن عباس نے پہلے انھیں جنگ سے دوری اختیار کرنے کے تعلق سے کہا اور کہا کہ امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے اختیار سے بیعت نہ کی تھی؟ اب کیوں اور کس جواز کی بنیاد پر جنگ کرنے کو حلال قرار دے رہے ہو؟ یہ قرآن اور اس کے احکام ہمارے درمیان حاکم ہیں اگر چاہو تو اسے حکم قرار دیں۔

زبیرؓ نے کہا: اپنے سردار کے پاس لوٹ جاؤ کہ ہم نے جبر کی وجہ سے بیعت کی تھی۔

یہ جواب سن کر عبداللہ ابن عباس طلحہؓ کے پاس گئے وہ زرہ پہنے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھے سواری کے قریب کھڑے تھے۔ عبداللہ نے طلحہؓ سے کہا کہ امیرالمومنین یہ

جاننا چاہتے ہیں کہ کیا بات تمہیں سرکشی وقیام پر اکسائی ہے اور کیوں تم نے بیعت توڑنے کو جائز قرار دیا ہے جبکہ میری بیعت اب بھی تمہاری گردن پر ہے؟

طلحہ رض نے جواب دیا کہ میں نے عثمان ابن عفان رض کے خون کے مطالبہ کے لئے قیام کیا ہے۔ کیا تمہارے چچا کے بیٹے (علی ع) یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کوفہ پر اختیار حاصل کر لئے ہیں جبکہ میں نے مدینہ کو خط بھیجا ہے اور مکہ میں میرے لئے بیعت لی جا رہی ہے؟

عبداللہ ابن عباس نے کہا: اے طلحہ رض اللہ سے خوف کرو, عثمان رض کے خون کا مطالبہ تمہارے ذمہ نہیں ہے۔ ان کے بیٹے اس کام کے لئے تم سے زیادہ مناسب ہیں جبکہ ان کے فرزند ابان بن عثمان نے اس تعلق سے کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔

طلحہ رض نے جواب دیا کہ ہم اس کام کے لئے زیادہ توانائی رکھتے ہیں۔ تمہارے چچا کے بیٹے نے عثمان رض کو قتل کیا اور زور وزبردستی سے ہمارے حق حکومت کو غصب کیا ہے۔

عبداللہ نے کہا: میں تمہیں مسلمانوں اور ان کے خون خرابہ کے تعلق سے خبردار کر رہا ہوں۔ یہ قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان حاکم رہے گا۔ قسم ہے اللہ کی تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انصاف نہیں کیا, اپنی عورتوں کو گھر میں رکھا اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ کو جسے حکم دیا گیا تھا گھر میں رہے, انھیں اپنے ساتھ لے آئے۔

یہ سن کر طلحہ رض نے عبداللہ کی طرف سے منہ موڑا اور لشکر سے مخاطب ہو کر کہا: اس قوم سے جنگ کرو ابوطالب کے بیٹے ع پر نصیحت کا اثر نہیں ہو رہا ہے۔

عبداللہ ابن عباس نے کہا: کیا تم ابوطالب کے بیٹے ع کو تلوار سے ڈرا رہے ہو؟ خدا کی قسم تلوار تم پر جلد ہی آپڑے گی۔

طلحہؓ نے کہا کہ(ہر حال میں) ہمارے درمیان تلوار ہی رہے گی۔

عبداللہ ان دونوں سے جواب لیکر ام المومنین عایشہؓ کے پاس گئے۔قاضی کعبہ بن سور اونٹ کی لگام تھامے کھڑا تھا۔قبیلہ ازد و ضبہ کے افراد انہیں گھیرے ہوئے تھے۔

جب ام المومنین کی نگاہ عبداللہ پر پڑھی تو عبداللہ سے مخاطب ہو کر کہا: اے ابن عباس تم یہاں کیوں آئے ہو؟ خدا کی قسم میں تمہاری کوئی بات میں سننا نہیں چاہتی ۔اپنے سردار کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔جو افراد اونٹ کے قریب جمع تھے انھوں نے یہ سن کر بلند آواز سے کہا : اے ابن عباس قبل اس کے کہ تمہارا خون بہے یہاں سے دور ہو جاؤ۔

ابن عباس نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر ان تینوں سے ہوئی گفتگو کو بیان کیا اور عرض کیا اب آپ کس چیز کے منتظر ہیں؟ خدا کی قسم یہ لوگ آپ کی تلوار سے ہی ماننے والے ہیں لہذا ءان کے حملہ کرنے سے قبل آپ حملہ کر دیجئے۔

مولاعلی ع نے فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں فتح کے لئے حاضر ہوں۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ ابھی میں امام ع کی خدمت سے جدا نہیں ہوا تھا کہ دشمن کے لشکر نے تیر اندازی شروع کر دی۔ہر طرف سے تیر ہوا میں ٹڈیوں کی طرح پھیل گئے۔میں نے عرض کیا کہ آپ کا ارادہ کیا ہے؟ آپ کب تک انھیں اجازت دیں گے کہ یہ جو چاہے کرتے رہیں؟ حکم دیجے کہ ہم انہیں اس کام سے روک دیں۔

مولاعلی نے فرمایا: ایک مرتبہ اور مجھے حجت تمام کر لینے دو۔اس کے بعد امام ع دوبارہ قرآن کو لیکر لشکر میں تشریف لائے اور فرمایا:

کون ہے جو اس قرآن کو لیکر ان لوگوں کو قرآن کے احکامات کی دعوت دے ؟ یہ جان لو کے وہ قتل کر دیا جائگا مگر میں اللہ کی بارگاہ میں اس کے لئے جنت کی ضمانت لوں گا۔ فرمایا کہ وہ اس قدر قوی و فداکار ہو کہ اگر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو قرآن کو دوسری ہاتھ میں لے لے۔ اگر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے تو قرآن کو دانتوں سے پکڑ لے۔ یہ سن کر ایک نوجوان بنام مسلم جس کا تعلق کوفہ کے قبیلہ عبدالقیس سے تھا , وہ سفید قبا پہنے ہوئے تھا اٹھا اور عرض کیا : یا امیرالمومنین ع میں اس کام کو انجام دوں گا۔

مولا علی ع نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی , دوبارہ وہی بات دہرائی۔ وہ جوان پھر آگے بڑھا اور عرض کیا : یا امیرالمومنین ع میں۔ اس کے علاوہ کسی اور نے جواب نہ دیا۔ مولا علی ع نے دوسری مرتبہ بھی اس کی طرف توجہ نہ فرمائی , تیسری مرتبہ پھر اپنا مطالبہ دہرایا۔ وہ جوان تیسری مرتبہ آگے بڑھا اور عرض کیا : یا امیرالمومنین ع میں۔ اس کے علاوہ کسی اور نے جواب نہ دیا۔

امام ع نے قرآن کو اسے دیتے ہوئے فرمایا : اس قرآن کی انھیں دعوت دو اور کہو کہ یہ قرآن ہمارے اور تمھارے درمیان حاکم رہے۔ اللہ سے خوف کرو اور اپنے اور ہمارے خون کی حفاظت کرو۔

وہ نوجوان امام ع کا حکم سن کر بغیر دل میں کوئی خوف لائے جرئت سے حرکت کر کے دشمن کے لشکر کے سامنے آ کر انھیں برادری اور قرآن کی دعوت دی۔ ابن اعثم کوفی کے بیان کے مطابق ام المومنین عایشہ رض نے فریاد بلند کی کہ اسے نیزے مار کر ختم کر دو۔

ام المومنین کے خادموں میں سے ایک اس نوجوان کے سامنے آیا اور اس کا ہاتھ کاٹ ڈلا۔اس نے قرآن کو دوسرے ہاتھ سے اٹھالیا اور اس کے حکم کی دعوت دی۔دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا گیا۔اس نوجوان نے قرآن کو دانتوں سے تھام لیا اس حال میں کہ اسکے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔تلوار سے قتل کر کے اسے شہید کر دیا گیا۔ اس نوجوان کی ماں وہاں موجود تھی اس نے اپنے آپ کو اس نوجوان کی لاش پر گرادیا اور اسے کھینچنے کی کوشش کی۔امیر المومنین ع کے لشکر کے کچھ لوگوں نے اس کی مدد کی اور اس کے خون میں ڈوبے ہوئے جسد کو اس کے دو کٹے ہوئے ہاتھوں کے ہمراہ امیر المومنین ع کی خدمت میں لائے۔حضرت ع نے فرمایا: پروردگار میں نے مسلم کو اس گروہ کی جانب بھیجا تھا۔اس نے تیری کتاب ان کے لئے پڑھی تا کہ انھیں خوف دلائے اور تیرے عذاب سے ڈرائے مگر انھوں نے اسکا خون بہا کر اس کی جان لے لی (مروج الذھب جلد۲ صفحہ ۳۶۱)۔

اس واقعہ کے بعد بھی امیر المومنین ع نے حملہ کا حکم نہیں دیا۔اسی وقت لشکر کے سیدھے جانب سے عبداللہ بن بدیل بن ورقہ اپنے بھائی کا جنازہ جو دشمن کا تیر لگنے سے شہید ہوا تھا لیکر امام ع کی خدمت میں پہنچے اور زمین پر رکھ دیا۔لشکر کے دوسری طرف سے ایک شخص جو دشمن کی تیراندازی کی وجہ سے شہید ہوا تھا اس کی لاش لا کر امام ع کے سامنے عبداللہ کے بھائی کی لاش کے پہلو میں رکھدی گئی۔ان جنازوں کو دیکھ کر امیر المومنین ع نے فرمایا: پروردگار تو اس بات کا گواہ رہ کہ میں نے ان پر حجت تمام کردی (مروج الذھب جلد۲ صفحہ ۳۶۲)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے بزرگ صحابی عمار یاسر سواری پر بیٹھ کر دشمن کے لشکر کو مخاطب کر کے فرمائے: اے لوگو! تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انصاف نہیں کیا کیونکہ تم لوگوں نے اپنی ازواج کو گھروں میں پردہ میں رکھا اور رسول اللہ ﷺ کی ناموس کو رسول اللہ ﷺ کے گھر سے باہر لے آئے اور تلواروں و نیزوں کے درمیان انھیں رکھا ہے۔ اس کے بعد عمار یاسر کچھ آگے بڑھ کر ام المومنین کی عماری کے قریب پہنچے اور عماری کی طرف دیکھ کر سوال کیا: کس لئے یہاں آئی ہو؟

ام المومنین نے کہا: عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لئے!۔

عمار یاسر نے کہا: پروردگار اسے ہلاک کر دے جو آج اس بات کے لئے سرکشی و بغاوت کرے جس کا اسے حق نہیں ہے۔ تم خود لوگوں کو عثمانؓ کے قتل کے لئے تحریک کرتی تھیں اور کہتی تھیں نعثل کو مار ڈالو۔

جب عمار یاسر گفتگو کر رہے تھے دشمن کی طرف سے تیر ان کی طرف آرہے تھے اور عمار اپنے سر کو ادھر ادھر کر رہے تھے کہ تیر سے محفوظ رہیں۔ جب تیروں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو عمار یاسر گفتگو کو ناتمام چھوڑ کر امیر المومنین ع کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یا امیر المومنین ع اب آپ اور کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں؟ (کیوں جنگ شروع نہیں کرتے؟) (مروج الذھب جلد ۲ صفحہ ۳۶۲)۔

طبری و ابن ابی الحدید اور دوسرے مورخین نے مختصر اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جب دونوں لشکر صف آراء ہو گئے تو مولا علی ع رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہو کر بغیر اسلحہ و زرہ کے معمولی لباس میں میدان میں تشریف لائے اور زبیر بن عوامؓ کو ان

کی کنیت سے یاابا عبداللہ کہکر کئی مرتبہ آواز دی اور اپنے قریب بلایا۔
زبیرؓ اسلحہ میں غرق خود و زرہ پہن کر امیرالمومنین ع کی خدمت میں آے ان کی سواریاں اس قدر قریب ہوئیں کہ جانوروں کی گردنیں ایک دوسرے کے پہلو میں تھیں۔
مولاعلی ع نے فرمایا: افسوس تم پر زبیرؓ تم یہاں کیوں آے ہو؟
زبیر: عثمانؓ کا خون۔
مولاعلی ع: ہم میں سے جو عثمانؓ کے قتل میں نزدیک ہے, خدا اسے ہلاک کردے۔
امام ع نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اے زبیرؓ تمہیں یاد ہے وہ دن جب تم مجھے گلے لگائے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے وہ منظر دیکھ کر تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم علی ع کو چاہتے ہو؟ تم نے جواب دیا تھا کہ کیسے نہ چاہوں یہ میرا بھائی اور میرے ماموں کا بیٹا ہے۔
اس وقت رسول اللہ ﷺ نے تم سے فرمایا تھا: مگر یہ جان لو تم قریب میں علی ع سے جنگ کرنے کے لئے نکلو گے جبکہ تم اس پر ستم ڈھا رہے ہوں گے اور وہ حق پر ہوگا۔
یہ گفتگو سن کر زبیرؓ نے استغفار کیا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجھے وہ بات یاد دلادی جسے روزگار نے میرے حافظہ سے مٹا دیا تھا۔
اس کے بعد زبیر اپنے لشکر کی طرف لوٹ گئے۔
زبیرؓ کے بیٹے عبداللہؓ نے آگے بڑھ کر باپ سے سوال کیا: کیا ہوا آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا؟ جاتے وقت آپ کا حال اور تھا اب اور ہے۔
زبیرؓ نے کہا: علی ع نے مجھے رسول اللہ ﷺ کا بیان یاد دلا جسے میں روزگار کے چکر میں

بھول چکا تھا۔ اب اس کے بعد میں ان سے جنگ نہیں کرونگا۔ میں آج تم سے جدا ہو کر مدینہ لوٹ جاوں گا۔ تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ زبیرؓ ام المومنین کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس کے تعلق سے مجھے بصیرت نہ ہو اور معلوم نہ ہو کہ یہ کام کیوں کرر ہا ہوں سوائے اس عمل کے میں یہاں پر کیوں ہوں؟ ام المومنین نے سوال کیا کہ اب کیا کرنا چاہتے ہو؟ زبیر نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کو چھوڑ کر واپس چلا جاوں۔ یہ بات سن کر زبیر کے بیٹے عبداللہؓ سخت ناراض ہوئے اور انھوں نے چاہا کہ اس حساس موقع پر ہر قیمت پر زبیرؓ کو واپس جانے نہ دے۔ لہذا ء عبداللہؓ نے کہا: مگر میں سمجھتا ہوں کہ آپ عبدالمطلب کی اولاد کی تلواروں سے ڈر گئے کیونکہ ان کی تلواریں تیز اور کاٹنے والی ہیں جسے دلیر جوان اٹھائے ہوئے ہیں۔

یہ سن کر زبیرؓ نے کہا: افسوس ہے تم پر تم مجھے علی ع سے جنگ کرنے پر تحریک کرر ہے ہو؟ یہ جان لو کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ ان سے جنگ نہ کروں گا۔

عبداللہؓ نے کہا: قسم کا کفارہ ادا کر کے یہاں ٹھہرے رہو تا کہ قریش کی عورتیں یہ نہ کہیں کہ تم ڈر گئے اور کیا تم بالکل نہیں ڈرے؟

زبیرؓ کو بیٹے کی گفتگو نے تحریک کر دیا تھا, زبیرؓ نے کہا: میں نے کفارہ کے لئے میرے غلام مکحول کو آزاد کر دیا ہے اور اس کے بعد اپنے نیزہ ء کو ہوا میں لہرا کر مولا علی ع کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کیا۔

مولا علی ع نے فرمایا: زبیرؓ کو مجبور کیا گیا ہے کہ وہ یہ کام کرے۔ اس کو تحریک کیا گیا ہے

اس کے لئے راستہ کھول دو۔

امیرالمومنین ع کے لشکر نے راستہ دیدیا, زبیرؓ اپنے لشکر میں لوٹ گئے۔دوبارہ زبیرؓ نے مولاعلی ع کے لشکر کے میسرہ پر حملہ کیا۔مولاعلی ع کے کہنے پر لشکر نے راستہ دیدیا۔زبیرؓ اپنے لشکر میں لوٹ گئے۔تیسری مرتبہ قلب لشکر پر حملہ کر کے اپنے بیٹے عبداللہؓ کے پاس پہنچے اوران سے سوال کیا: کیا ڈرنے والا شخص اس طرح حملہ کرتا ہے؟

عبداللہؓ کے لئے اب کوئی راستہ تحریک کے لئے نہ تھالہذاء اس نے کہا: آپ نے اپنا حق ادا کردیا اب کوئی الزام لگانے کا بہانہ آپ نے نہیں چھوڑا (تاریخ طبری جلد۵ صفحہ۲۰۶۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلداصفحہ۷۸)۔

اس واقعہ کو تحریر کرنے کے بعد ابن ابی الحدید نے لکھا: زبیرؓ سے گفتگو کرنے کے بعد جب مولاعلی ع اپنے لشکر میں لوٹے تو خوش ومسرور تھے۔اصحاب نے سوال کیا کہ آپ زبیرؓ کی شجاعت سے واقف ہیں اس کے باوجود آپ بغیر اسلحہ لگائے کس طرح ان سے میدان میں ملنے کے لئے گئے جبکہ وہ مکمل طور پر مسلح ہو کر آیا تھا؟

حضرت علی ع نے فرمایا: وہ میرا قاتل نہیں ہے۔مجھے ایک شخص قتل کرے گا جو گمنام و بے اصل ونسب ہوگا۔وہ مجھے مکاری ودھوکہ سے قتل کرے گا۔نہ جنگ کا میدان ہوگا اور نہ کوئی معرکہ۔وہ شقی ترین شخص ہوگا۔۔۔۔

زبیرؓ کا قتل:

جب زبیرؓ نے مولا علی ع کے لشکر سے جنگ نہ کرنے کا ارادہ کیا, اس وقت بجائے اس کے کہ مولاع کے لشکر میں شامل ہوجاتے, زبیرؓ نے ہر دو لشکروں کو چھوڑ کر مدینہ کی

جانب حرکت کی۔ راستے میں وادی السباع کے مقام پر زبیرؓ کا گذر ہوا جہاں پر احنف بن قیس اور قبیلہ بنی تمیم کے افراد جنھوں نے دونوں لشکروں میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا موجود تھے۔ قبیلہ بنی تمیم سے تعلق رکھنے والے ایک دلیر و شجاع شخص بنام عمرو بن جرموز نے زبیرؓ کو وہاں سے گذرتا ہوا دیکھ کر پہچان لیا اور احنف بن قیس کو ان کی طرف متوجہ کیا۔ احنف نے کہا: مجھے زبیرؓ سے کیا کام، جس نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہ کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر، جنگ و قتل کے لئے ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا ہے اور خود صحیح و سالم اپنے گھر کو لوٹ رہا ہے۔ حق یہی ہے کہ وہ قتل ہونے کے لایق ہے خدا اسے ہلاک کر دے۔

عمرو ابن جرموز نے زبیرؓ کے قتل کا ارادہ کر کے زبیرؓ کا پیچھا کیا اور زبیرؓ کے ساتھ چلنے لگا۔ زبیرؓ نے عمرو سے سوال کیا کہ اسے زبیرؓ سے کیا کام ہے؟

عمرو نے کہا کہ میں تم سے لشکر کے تعلق سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

زبیرؓ نے کہا: میں ان دو لشکروں کو اس حال میں چھوڑا ہوں کہ ایک دوسرے کے مقابل تلواریں لئے کھڑے تھے۔

اس کے بعد ابن جرموز زبیرؓ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ دونوں ایک دوسرے سے خطرہ محسوس کر رہے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو زبیرؓ نے کہا کہ میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔

ابن جرموز نے کہا کہ وہ بھی نماز پڑھنا چاہتا ہے۔

زبیرؓ نے ابن جرموز سے امان مانگی اور اس کو بھی امان دی۔ ابن جرموز نے زبیرؓ کو امان دی۔ زبیرؓ نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ عمرو ابن جرموز نے پشت